اسلام میں آزاد تجارت اور اس کا آغاز وارتقاء

FREE TRADE IN ISLAM, ITS BEGINNING & EVOLUTION

Muhammad Afzal
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore
afzalqadri@gmail.com
Nawaz Al Hasani
Prof. Department of Islamic Studies, The University of Lahore
nawaz.hassani@gmail.com

Abstract:

The present research paper explaines that free trade is a policy between two or more countries that permit import or export free from governmental restrictions or duties. The purpose of this research is to critically analyze the legitimacy or the illegitimacy of free trade in Islam. The method used for the research is descriptive and qualitative. The review of literature reveales that Islam is all for the concept of free trade and disapproves the unwarranted interference by the state in business and trade. Free trade builds confidence in traders and inspires them to invest fearlessly. Free trade and free market go hand in hand. The free market is a system of trade in which the prices of goods and services are regulated by the open market and the consumer. In this free trading culture, developed and developing economies vie with each other freely in the domain of trade. Pointless government meddling in trade not only disconcerts the business community but also has a devastating impact on government revenues. To avoid these damaging consequences, traders should be given maximum freedom in the matter of business so that they may develop individually and contribute to the well-being of the community with their professional and technical capabilities.

Keywords: Free Trade, Restrictions, Open market, Islamic teachings

اسلام اصولی طور پر آزاد تجارت کا حامی ہے اور تاجروں کو اس اَمر کی کھلی آزادی دیتا ہے کہ وہ ایک ملک سے دوسرے ملک یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں مال لے جاسکتے ہیں، حکمرانوں کو اس میں مداخلت کر کے "بھاؤ" کے طبعی معیار کو جبراً پست و بلند کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ آزاد تجارت کو عدم مداخلت کا معاملہ

(laissez-faire) بھی کہا جاتا ہے۔ اس نظامِ تجارت میں مختلف معیشتوں سے تعلق رکھنے والے خریدار اور فروخت کنند گان، حکومتوں کی جانب سے محصولات، کوٹا سسٹم، مالی امداد یا اشیاء اور خدمات پر کسی قسم کی رکاوٹ کے بغیر تجارت کرتے ہیں۔ فری ٹریڈنگ کلچر کی وجہ سے ہر ملک مجبور ہوتا ہے کہ مصنوعات وپیداوار کا معیار بہتر بنائے تاکہ برآمدات میں اضافہ کی وجہ سے زرِ مبادلہ (foreign exchange) کے ذخائر بڑھیں۔

آزاد تجارت کی تعریف

آزاد تجارت کی اصطلاح چونکہ جدید ہے لہذا اس کا بنیادی تصور تو ہمارے کلاسیکل لٹریچر میں موجود ہے مگر اس کی مروجہ تعریف عصرِ حاضر کے علماء و محققین اور ماہرین لغت نے بیان کی ہے۔ ان میں سے چند ایک کی تعریف درج ذیل ہے۔

1۔ الدکتور صالح حسین سلیمان الرقب (ولد 1953ء)[1] آزاد تجارت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> تحرير التجارة الدولية: ويقصدون به تكامل الاقتصاديات المتقدمة والنامية في سوق عالمية واحدة، مفتوحة لكافة القوي الاقتصادية في العالم وخاضعة لمبداء التنافس الحرّ.[2]

> ”بین الاقوامی تجارت کی آزادی سے مراد یہ ہے کہ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کی معیشتوں کو ایک ایسی عالمی منڈی میں ضم کر دیا جائے جس کے دروازے تمام عالمی اقتصادی طاقتوں کے لیے کھلے ہوئے ہوں اور وہ آزاد مقابلہ آرائی کے اصول کے تابع ہوں۔“

---

1 الدکتور صالح حسین سلیمان الرقب 1953ء میں غزہ (فلسطین) میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ حماس تحریک اور عالمی اخوان المسلمین کے رہنماؤں میں سے ہیں۔ وزارت اوقاف (غزہ) کے سیکرٹری اور غزہ اسلامی یونی ورسٹی میں شعبہ عقائد کے استاد ہیں۔ (*Retrieved May 05, 2020, 06:20pm from http://site.iugaza.edu.ps/sregeb/*)

2 الرقب، الدکتور صالح حسین سلیمان، العولمة: نشأتها وأهدافها ووسائلها، غزہ، فلسطین، 1423ھ/ 2003ء، ص10۔
Al-Raqb, Dr. Sāleh Hussain Sulemān, Globalization: Its Origins, Objectives, and Means, Gaza, Palestine, 1423 AH / 2003AD, P.10.

2۔ انگریزی قوامیس میں سے آکسفورڈ ایڈوانس لرنرز ڈکشنری (Oxford Advanced Learner's Dictionary) میں آزاد تجارت کی نہایت مختصر تعریف یوں کی گئی ہے:

"A system of international trade in which there are no restrictions or taxes on imports and exports."[3]

"یہ ایک ایسا بین الاقوامی نظامِ تجارت ہے جس میں درآمدات وبرآمدات پر کسی قسم کی پابندیاں یا محصولات نہیں ہوتیں"

3۔ کیمبرج ڈکشنری (Cambridge Dictionary) میں آزاد تجارت کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی گئی ہے:

"International buying and selling of goods, without limits on the amount of goods that one country can sell to another, and without special taxes on the goods bought from a foreign country."[4]

"آزاد تجارت بین الاقوامی سطح پر ایک ملک کی دوسرے ملک کے ساتھ ایسی خرید و فروخت کو کہتے ہیں جس میں نہ تو قیمتوں کی تحدید ہو اور نہ ہی بیرونی ممالک سے خرید کردہ اشیاء پر خاص محصولات عائد کیے گئے ہوں"

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا (Encylopaedia of Britanica) کے مرتبین نے آزاد تجارت کی وضاحت درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

"Free trade, also called laissez-faire, a policy by which a government does not discriminate against imports or interfere with exports by applying tariffs (to imports) or subsidies (to exports). A free-trade policy does not necessarily imply, however, that a country abandons all control and taxation of imports and exports."[5]

---

3 Oxford Advanced Learner's Dictionary, edited by Sally Wehmeier, New York, Oxford University Press, 7th Edition, 2010, P.619.

4 Cambridge English Dictionary, *Retrieved April 18, 2019, 05:34pm from https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/free-trade.*

5 Encylopaedia of Britanica, Written by The editors *Retrieved April 18, 2019, 05:20pm from https://www.britannica.com/topic/free-trade*

’’آزاد تجارت کو عدم مداخلت کا معاملہ (laissez-faire) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی پالیسی ہے جس میں حکومت محصولات (tariffs) کے ذریعے درآمدات میں یا ریاستی امداد (subsidies) کے ذریعے برآمدات میں کوئی مداخلت نہیں کرتی۔ اگرچہ آزاد تجارتی پالیسی کو اختیار کرنا کسی ملک کے لیے لازم نہیں، مگر اس کو اختیار کرنے والے ممالک کو درآمدات و برآمدات کے حوالے سے تمام اختیارات و محصولات سے دستبردار ہونا پڑتا ہے۔‘‘

ان تمام تعریفات و توضیحات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ آزاد تجارت اصل میں درآمدات و برآمدات سے متعلق امتیازی پالیسی (Discrimination policy) ختم کرنے کا نام ہے۔ اس میں نہ تو ریاستی یا غیر ریاستی ادارے مداخلت کرکے قیمتوں کا تعین کرسکتے ہیں اور نہ ہی درآمدات و برآمدات پر کوئی پابندی یا محصولات عائد کرسکتے ہیں۔ اس تجارتی کلچر میں عالمی منڈی کے دروازے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر سب ممالک کے لیے کھلے ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اس نظام کو حکومتیں نہیں بلکہ رسد و طلب کے فطری قوانین (law of demand and supply)[6] کنٹرول کرتے ہیں۔

آزاد تجارت کا تدریجی ارتقا

اس وقت دنیا میں پایا جانے والا آزاد تجارتی نظام صدیوں کے ارتقائی سفر کے بعد یہاں تک پہنچا ہے۔ ابتداءً دنیا کے مختلف خطے اپنی ضروریات و حاجات کے پیش نظر ایک دوسرے کے ساتھ تجارتی تعلقات قائم رکھنے پر مجبور ہوئے۔ اس کی عملی صورت یہ بنی کہ دنیا کے بعض ممالک آب وہوا، قدرتی وسائل اور لوگوں کی مہارت میں اختلاف کی وجہ سے مختلف اشیاء مقابلتاً زیادہ سستی لاگت سے پیدا کرلیتے تھے۔ اس طرح اپنے ہاں سستی پیدا ہونے والی اشیاء کا دوسرے ممالک میں نسبتاً زیادہ سستی لاگت سے پیدا ہونے والی اشیاء سے تبادلہ کرکے فائدہ اٹھاتے۔ آج کے ماہرین معیشت ان کے اس عمل کو ’قانون تقابلی مصارف‘ (Law of comparative

---

6 قانونِ رسد و طلب (Law of Demand and Supply) سے مراد یہ ہے کہ بازار میں جس چیز کی رسد طلب کے مقابلے میں زیادہ ہو اس کے نرخ ارزاں ہو جاتے ہیں اور جس چیز کی طلب اس کی رسد کے مقابلے میں بڑھ جائے اس کی قیمت گراں ہو جاتی ہے۔
(Retrieved May 15, 2020, 07:20pm from https://econprojectsd.weebly.com/law-of-supply-and-law-of-demand.html)

کا نام دیتے ہیں۔ یعنی بعض ممالک بعض اشیاء اپنے ہاں پیدا کریں تو انہیں زیادہ مصارف برداشت کرنا (cost)[7] پڑتے تھے بہ نسبت ان مصارف کے جو وہ دوسرے ممالک سے وہی اشیاء درآمد کر کے برداشت کرتے تھے۔ ڈاکٹر نور محمد غفاری اس تجارتی توسع کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جن ممالک میں زرخیز زرعی زمینیں بہ افراط ہیں، وہ زرعی اجناس پیدا کرنے میں تخصیص حاصل کر لیتے ہیں۔ جن ممالک میں معدنیات مثلاً لوہا اور کوئلہ جیسی دھاتیں بہ افراط ہیں وہ مشینری تیار کرنے میں تخصیص حاصل کر لیتے ہیں۔ کسی ملک کے باشندے کوئی خاص مہارت حاصل کر لیتے ہیں اور یوں دوسرے کی اشیاء سے اپنی تیار کردہ اشیاء کا تبادلہ کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں جس کا سبب تجارت خارجہ بنتی ہے۔“[8]

اطالوی ماہر معاشیات ’جیوانی آریگی‘ (Giovanni Arrighi,1937-2009)[9] کے نزدیک آزاد نظام تجارت (free trade system) کا آغاز سولھویں صدی عیسوی میں اسپین سے ہوا، وہ لکھتا ہے:

“The notion of a free trade system encompassing multiple sovereign states originated in a rudimentary form in 16th century Imperial Spain.”[10]

---

7 Law of comparative advantage is the ability of one party to manufacture goods and/or produce services at a lower opportunity cost than another party.(*https://www.masterclass.com/articles/learn-economics-the-law-of-comparative-advantage#quiz-0*)

8 غفاری، نور محمد، ڈاکٹر، اسلام کا قانون تجارت، لاہور، پاکستان: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ، 1986ء، ص 188
Ghifāri, Noor Muhammad, Dr, *Islam ka Qanōn e Tijart*, Lahore, Pakistan, Markz-e-Tahqēq Dyal Singh Trust, 1986AD, P.188.

9 جیوانی آریگی (Giovanni Arrighi,1937-2009) ایک اطالوی ماہر معاشیات، ماہر عمرانیات اور عالمی تجزیہ کار تھا، طویل عرصہ تک Johns Hopkins University میں سوشیالوجی کے پروفیسر رہے۔ ان کے تحقیقی کام کا دنیا کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ (*Retrieved july 05, 2020, 05:20pm from https://krieger.jhu.edu/arrighi*)

10 Giovanni Arrighi, *The Long Twentieth Century: Money, Power, and the Origins of Our Times.* Verso, 1994, P. 58.

"آزاد نظام تجارت کا تصور کثیر الجہات خود مختار ریاستوں کا احاطہ کررہا ہے جن کی بنیادی شکل سولھویں صدی میں اسپین کے شہنشاہی دور میں پیدا ہوئی۔"

اسی طرح امریکی ماہر قانون 'آرتھر نوسبام' (Arthur Nussbaum, 1877-1964)[11] اس بارے میں لکھتا ہے:

"Spanish theologian Francisco de Vitoria was the first to set forth the notions (though not the terms) of freedom of commerce and freedom of the seas."[12]

"اسپین کے ایک ماہر ادیان فرانسکو ڈی وٹوریا (Francisco de Vitoria) نے سب سے پہلے آزاد تجارت اور آزاد سمندروں کا تصور دیا اگرچہ باقاعدہ اصطلاح کی شکل نہ دی"

فری ٹریڈ زون (Free Trade Zone)

فری ٹریڈ زون (Free Trade Zone) سے مراد آزادانہ تجارت کا ایسا خطہ یا بندرگاہ ہے جہاں محصولات کے بغیر اشیاء خریدی اور بیچی جاتی ہیں۔ عام طور پر ایسا خطہ کسی ریاست کی مجاز اتھارٹی کی طرف سے مختص کیا جاتا ہے۔ فری ٹریڈ زون میں ملک کے باہر سے آنے والی اشیاء کو کسی قسم کے محصول کے بغیر نہ صرف سٹوروں میں محفوظ کیا جاسکتا ہے بلکہ گاہکوں کو دکھایا اور ان کے ساتھ آزادانہ طور پر معاملہ بھی کی جاسکتا ہے۔

1۔ معاشی اصطلاحات کی کتاب The Glossary of Economic Terms میں فری ٹریڈ زون کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

"A lose grouping of countries within which tarrifs and other barriers to trade are removed, while each member country retains

---

11 آرتھر نوسبام (Arthur Nussbaum, 1877-1964) ایک جرمن نژاد امریکی ماہر قانون تھا۔ اس نے 1894ء سے لے کر 1897ء تک برلن (Berlin) میں قانونی کی تعلیم حاصل کی اور پھر برلن کی ہمبلٹ یونیورسٹی (Humboldt University) میں 1918ء سے 1933ء تک تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ اس کی کتاب A Concise History of the Law of Nations بہت مشہور ہوئی۔ (*Retrieved july 06, 2020, 11:25pm from https://www.oxfordreference.com*)

12 Arthur Nussbaum. *A Concise History Of The Law Of Nations*, Macmillan Co. p. 62.

its own commercial policy to countries outside the area. A current example is the European Free Trade Area (EFTA).”[13]

”ایسے ممالک کا گروپ جس میں محصول اور تجارت میں پیش آمدہ رکاوٹوں کو ختم کر دیا گیا ہو، جبکہ ہر ممبر ملک اس آزاد تجارتی علاقے سے باہر کے ممالک کے لیے اپنی تجارتی پالیسی برقرار رکھتا ہے۔ اس کی موجودہ مثال یورپ کا آزاد تجارتی علاقہ ایفٹا (European Free Trade Area-EFTA) ہے۔“

2۔ جین ایس ہولڈن(Jeanne S. Holden) فری ٹریڈ زون کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

“An area within a country (a seaport, airport, warehouse or any designated area) regarded as being outside its customs territory. Importers may therefore bring goods of foreign origin into such an area without paying customs duties and taxes. Free zones may also be known as free ports, free warehouses, free trade zones and foreign trade zones.”[14]

”کسی ملک کا ایسا علاقہ (مثلاً بندرگاہ، ہوائی اڈہ، گودام یا کوئی مخصوص علاقہ) جو اپنے کسٹم کے علاقے سے باہر سمجھا جاتا ہو فری ٹریڈ زون کہلاتا ہے۔ درآمد کنندگان کسٹم ڈیوٹی اور ٹیکس کی ادائیگی کے بغیر غیر ملکی سامان ایسے علاقے میں لاسکتے۔ فری زون کو آزاد بندرگاہیں، آزاد گودام(free warehouses)، آزاد تجارتی زون اور غیر ملکی تجارتی زون(foreign trade zone) بھی کہا جاتا ہے۔“

سی طرح آزاد تجارتی علاقہ کا معاہد(Free Trade Area Agreement) کے بارے میں Jeanne S. Holden لکھتے ہیں:

---

13 The Glossary of Economic: Budget and Financial Terms, Nipa Publications, Lahore,1989,P. 25.

14 Jeanne S. Holden, The Language of Trade, Production sherry Hayman & Angie Campbell, U.S. Department of Commerce P. 51

“Agreement between two or more countries to eliminate tariff and non- tariff barriers affecting trade among themselves, while each participating country applies its own independent schedule of tariffs to imports from countries that are not members. Examples are the European Community, the European Free Trade Association and the U.S Canada Free Trade Agreement.”[15]

”دو یا دو سے زائد ممالک کے درمیان تجارت کو متاثر کرنے والی محصولاتی اور غیر محصولاتی رکاوٹوں کو ختم کرنے کے لیے کیا گیا معاہدہ ”فری ٹریڈ ایریا اگریمنٹ“ کہلاتا ہے۔ جبکہ ہر ممبر ملک غیر ممبر ممالک کی درآمدات پر اپنے محصولات کا شیڈول لاگو کرتا ہے۔ اس کی مثالیں یورپی برادری(EC)، یورپی فری ٹریڈ ایسوسی ایشن(EFTA) اور امریکہ اور کینیڈا کے درمیان آزاد تجارت کا معاہدہ(NAFTA) ہیں۔“[16]

3۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری آزاد منڈی سے متعلق اسلامی موقف کو یوں بیان کرتے ہیں:

”اسلام آزاد منڈی کا حامی ہے جہاں خریدار اور فروخت کنندہ آمنے سامنے باہمی رضامندی سے سودا طے کرتے اور بیچی جانے والی جنس کی قیمت کا تعیّن کرتے ہیں۔“[17]

---

15 Jeanne S. Holden, *The Language of Trade*, P. 51

16 امریکہ، میکسیکو اور کینیڈا نے اب جنوری 2017ء سے NAFTA کی جگہ USMCA یعنی United States–Mexico–Canada Agreement کے نام سے نیا معاہدہ کر لیا ہے۔ علاقائی مارکیٹوں کے اعتبار سے USMCA دنیا کی سب سے بڑی تجارتی منڈی ہے۔
https://www.vox.com/2018/10/3/17930092/usmca-mexico-nafta-trump-trade-deal-(*explained*)

17 قادری، حسین محی الدین، ڈاکٹر، اسلامی اخلاقیات تجارت، لاہور، منہاج القرآن پرنٹرز، 2019ء، ص 163
Qādrī, Hussain Mohi-ud-Din, Dr, *Islami Akhlāqiyāt-e-Tijārt*, Lahore, Pakistan, Minhaj-ul-Quran Printers, 2019 AD .P.163

آزاد تجارت اور اسلام

اسلام آزاد تجارت کا حامی ہے اور اُمور تجارت میں ریاست کی طرف سے غیر فطری مداخلت کو ناپسند کرتا ہے۔اسلام ہر چیز کو کھلے بندوں اور کھلے بازاروں(free market) میں فروخت کرنے کی حمایت کرتا ہے۔ اسلامی معاشی تعلیمات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے مسائلِ تجارت کے حل کے لیے بازار کی قوتوں یعنی طلب و رسد کے قوانین کو فی الجملہ تسلیم کیا ہے۔ حضور نبی اکرم a نے اپنے متعدد ارشادات میں تجارتی آزادی سلب کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ ذیل میں آزاد تجارت سے متعلق اسلامی موقف کو بیان کیا جاتا ہے:

1۔ عہد نبوی میں ایک مرتبہ اجناس کی قیمتیں بہت بڑھ گئیں۔ جب آپ a سے ریاستی سطح پر مداخلت کی درخواست کی گئی تو آپ a نے انکار کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ اللهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّزَّاقُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى رَبِّي وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَطْلُبُنِي بِمَظْلِمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ۔[18]

”اللہ تعالیٰ نرخ مقرر کرنے والا، تنگ کرنے والا، کشادہ کرنے والا اور رزق دینے والا ہے اور میری آرزو ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملوں کہ تم میں سے کوئی اپنے خون اور مال کا مجھ سے طلبگار نہ ہو۔“

2۔ تجارت کی آزادی سے متعلق اسلام کے نقطہ نظر کا درج ذیل مرفوع حدیث سے بہ خوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری g (م74ھ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم a نے فرمایا:

دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللَّهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ۔[19]

---

18 ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن ضحاک سلمی (210-279ھ) السنن، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التسعیر، بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث العربی، ج3، ص605.

Tirmazi, Abu Esā, Muhammad bin Dhahāk Sulamī, *Al-Sunan*, Kitab-ul-Bayū, Bāb Mā jā,a fi-Ta,s'īr, Beirut,Lebanon, Dar Ihyā-e-Turāth Al-Arabī, Vol.3, P.605.

19 مسلم، ابو الحسین بن مسلم قشیری نیشاپوری (261-206ھ)، الصحیح، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للبادی، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، 1412ھ، ج3، ص1157۔

"لوگوں کو (اُمورِ تجارت میں) آزاد چھوڑ دو کیوں کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے ذریعے بعض کو روزی پہنچاتا ہے۔"

3۔ حضرت عمر فاروق g (23ھ) باہر سے آنے والے تاجروں کو نہ صرف آزادانہ تجارت کرنے کی اجازت دیتے بلکہ انہیں ہر قسم کی سہولیات کے ساتھ سرکاری مہمان بھی قرار دیتے۔ امام مالک (93-179ھ) روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق g نے فرمایا:

أَيُّمَا جَالِبٍ جَلَبَ عَلَى عَمُودِ كَبِدِهِ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ فَذَلِكَ ضَيْفُ عُمَرَ فَلْيَبِعْ كَيْفَ شَاءَ اللَّهُ وَلْيُمْسِكْ كَيْفَ شَاءَ اللَّهُ.[20]

"جو تاجر خون پسینہ ایک کرکے، گرمی اور سردی برداشت کرکے ہمارے ملک میں غلہ لائے وہ عمر کا مہمان ہے۔ پھر جیسے اللہ چاہے اپنے غلہ کو بیچے اور جیسے اللہ چاہے اسے روکے (ریاست اس میں مداخلت نہیں کرے گی)۔"

اس سرکاری فرمان کے بعد جو تاجر بھی اسلامی ریاست کی منڈیوں میں باہر سے مال لے کر آتا تو وہ ریاستی مہمان ہوتا۔ ریاست اس کے قیام وطعام کے اخراجات برداشت کرتی۔ ان تاجروں کو ریاستی مداخلت کے بغیر رسد وطلب کے فطری اصول پر اپنا مال فروخت کرنے کی اجازت ہوتی۔ اس طرح اسلام آزادانہ تجارت کے فروغ اور دیگر ممالک کے تاجروں کے تحفظ کے لیے قواعد وضوابط متعارف کرواتا ہے تاکہ ریاستی سطح پر معاشی استحکام کو یقینی بنایا جاسکے۔

Muslim, Abu-ul-Husain bin Muslim Qushayrī Nishapurī(206-261AH), Al-Ṣaḥiḥ, Kitab-ul-Bayyū, Bab Taḥrīm Bai ul Ḥazir lilbādi, Beirūt,Lebanon, Dar Ihyā ul Turāth Al-Arabī,1412AH, Vol.3, P.1157.

20 مالک بن انس اصبحی، الموطا، کتاب البیوع، باب الحکرۃ والتعریض، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، 1406ھ، ج2، ص651.

Mālik bin Anas Asbaḥī, (206-261AH) Al Moattā, Kitāb-ul-Bayō, Bāb ul Hukrah-wa-altareez, Beirut,Lebanon, Dar Ihyā-e-Turāth Al-Arabī, 1406 AH, Vol.2, P.651.

آزاد تجارت سے متعلق علمائے اسلام کا موقف

اکثر فقہاء اور علماء نے فرامین رسول کی روح کو ملحوظ رکھتے ہوئے اصولی طور پر آزاد تجارت کی حمایت کی ہے۔ ان کے نزدیک حکومت کی تجارت میں بے جا مداخلت سے رعایا کو نقصان ہوتا ہے۔ ان میں سے چند ایک کی رائے کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

1۔ علامہ ابن خلدون (736-808ھ)[21] فصل أن التجارة من السلطان مضرة بالرعايا کے ذیل میں حکومت کو امور تجارت میں مداخلت سے منع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَأَوَّلاً مُضَايَقَةُ الْفَلاَّحِيْنَ وَالتُّجَّارِ فِي شِرَاءِ الْحَيَوَانِ وَالْبَضَائِعِ، وَتَيْسِيْرِ أَسْبَابِ ذَلِكَ، فَإِنَّ الرِّعَايَا مُتَكَافِئُوْنَ فِي الْيِسَارِ مُتَقَارِبُوْنَ وَمُزَاحَمَةُ بَعْضِهِمْ بَعْضاً تَنْتَهِي إِلٰى غَايَةِ مَوْجُوْدِهِمْ أَوْ تَقْرُبُ، وَإِذَا رَافَقَهُمُ السُّلْطَانُ فِي ذَلِكَ وَمَالُهُ أَعْظَمُ كَثِيْراً مِنْهُمْ، فَلاَ يَكَادُ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَحْصُلُ عَلٰى غَرَضِه فِي شَيْءٍ مِنْ حَاجَاتِهِ، وَيَدْخُلُ عَلَى النُّفُوْسِ مِنْ ذَلِكَ غَمٌّ وَنَكَدٌ.[22]

"(تجارتی امور میں حکومتی مداخلت سے) اول تو کسانوں اور تاجروں کے لیے میدان تنگ ہو جاتا ہے کہ وہ جانور اور ضرورت کی چیزیں حکومت کے مقابلہ میں خریدنے سے قاصر رہیں گے۔ آسانی سے اپنی ضرورتیں پوری نہ کر سکیں گے۔ (وجہ اس کی یہ ہے کہ) رعایا مال میں قریب قریب برابر ہوتی ہے اور آپس میں ایک تاجر دوسرے تاجر کا مقابلہ کر سکتا ہے، خواہ اس مقابلہ میں اس کا سرمایہ ختم ہو جائے

---

21 ابن خلدون 732ھ میں تیونس میں پیدا ہوئے اور 808ھ میں بمقام مصر وفات پائی۔ آپ کا پورا نام ابوزید عبد الرحمن بن محمد بن خلدون التونسی الحضرمی الاشبیلی المالکی ہے۔ علامہ ابن خلدون کو تاریخ اور عمرانیات کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ انہوں نے العبر کے نام سے تاریخ لکھی تھی۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ مقدمہ ابن خلدون ہے۔ یہ مقدمہ تاریخ، سیاست، عمرانیات، اقتصادیات اور ادبیات کا گراں قدر خزانہ ہے۔ ابن خلدون کا وصال 808ھ میں مصر میں ہوا۔ (محمد لطفی جمعہ، تعارف ابن خلدون بر مقدمہ ابن خلدون، کراچی، پاکستان: نفیس اکیڈمی، 2001ء، ص: 23-25)

22 ابن خلدون، عبد الرحمن بن خلدون المغربی (736-808ھ)، مقدمہ ابن خلدون، بیروت، لبنان: دار الفکر للطباعۃ والنشر، 2003ء، ج1، ص151۔

Ibn-e-Khaldūn, Abdul Rahmān bin Khaldūn Al-Maghrabi, (736-808AH) *Al Muqaddama ibn-e-Khaldūn*, Beirūt,Lebanon, Dār-ul-Fikr li,ṭāba Wa-al-nashar,2003AD, Vol.1, P.151.

یابرابر برابر رہے۔(لیکن) جب یہ کام خود حکومت شروع کردے گی— اور ظاہر ہے کہ اس کے پاس سرمایہ بہت ہے— پھر بھلا حکومت کے مقابلہ کے تقاضے پورے کرنے پر کون قادر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا حکومت کے اس اقدام سے غریب رعایا کو صدمہ پہنچے گا اور انہیں دکھ ہوگا اور کوئی شخص کوئی کام کرنے کے لیے آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کرے گا(جس سے تجارتی سرگرمیاں رک جائیں گی)۔"

کاروبار تجارت میں حکومتوں کی مداخلت سے نہ صرف تاجروں کا سرمایہ ضائع ہوتا ہے بلکہ ریاستی محصولات بھی بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ اس بارے میں علامہ ابن خلدون مزید لکھتے ہیں:

يَتَكَرَّرُ ذَلِكَ عَلَى التَّاجِرِ وَالْفَلاَّحِ مِنْهُمْ بِمَا يَذْهَبُ رَأْسُ مَالِهِ، فَيَقْعُدُ عَنْ سُوْقِهِ، وَيَتَعَدَّدُ ذَلِكَ وَيَتَكَرَّرُ، وَيَدْخُلُ بِهِ عَلَى الرِّعَايَا مِنَ الْعَنَتِ وَالْمُضَايَقَةِ وَفَسَادِ الْأَرْبَاحِ.[23]

"پھر جب تاجروں اور کسانوں کو(تجارت میں ریاستی مداخلت کی وجہ سے) نقصانات مسلسل اٹھانا پڑیں گے تو ان کا اصل سرمایہ ہی ختم ہو جائے گا اور اپنی روزی کا ذریعہ ہی کھو بیٹھیں گے۔ نتیجتاً رعایا کو بار بار کے نقصانات اور لگاتار خسارہ سے کاروبار میں دلچسپی نہیں رہے گی جس سے محصول کی وصولیابی میں دقت پیش آئے گی اور سرکاری آمدنی بڑی حد تک گھٹ جائے گی۔"

2۔ آزاد تجارت سے متعلق اپنا نکتہ نظر بیان کرتے ہوئے سید مناظر احسن گیلانی (1892-1956ء) لکھتے ہیں:

"اسلام آزاد تجارت کا حامی ہے، جس کا جہاں جی چاہے ایک ملک سے دوسرے ملک میں، ایک شہر سے دوسرے شہر میں، دیہات سے شہروں میں، شہروں سے دیہاتوں میں مال لائے لے جائے، نہ باشندوں کو اس میں خلل اندازی کر کے "بھاؤ" کے طبعی معیار کو پست و بلند کرنا چاہیے اور نہ حکومت کو اس باب میں خواہ مخواہ دخل دے کر رعایا پر زندگی تنگ کرنی چاہیے۔"[24]

---

23 ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ج1، ص152۔
Ibn-e-Khaldūn, Muqaddama ibn-e-Khaldūn, Vol.1, P.152.

24 گیلانی، مناظر احسن، اسلامی معاشیات، حیدر آباد دکن: ادارہ اشاعت اردو، 1947ء، ص252۔
Gilānī, Munāzir Aḥsan, Islami Muāshiyāt, Hyderabad Deccan , Idāra Ishā,at-e-Urdu,1947AD, P.252.

3۔ مولانا مجیب اللہ ندوی (1918-2006ء) آزاد تجارت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بین الاقوامی تجارت کے سلسلہ میں اسلام آزاد تجارت کی ہم نوائی کرتا ہے۔ وہ ہر انسان کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ انفرادی یا اجتماعی طور پر جس ملک میں چاہے تجارت کے لیے جائے، خواہ وہ دوست ملک کا باشندہ ہو یا دشمن ملک کا، البتہ ایسے طریقے اختیار نہ کیے جائیں جس سے ادخار یعنی ذخیرہ اندوزی کی صورت پیدا ہو۔"[25]

4۔ مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی (1901-1962ء) آزاد تجارت کو مفید قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس وقت اقتصادی نظام کے لیے بہتر طریق کار یہ ہے کہ ایک طرف اسلام کے معاشی نظام کی جانب سے یہ سعی رہنی چاہیے کہ تجارت جیسی مفید چیز "آزاد" ہو اور اس سے اسلامی حکومت کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور اس مبارک وقت کے آنے تک دوسری جانب غیر مسلم اقوام سے عدل وانصاف کے ساتھ مساویانہ تجارتی تعلقات قائم ہوں۔"[26]

5۔ تجارت و صنعت میں حکومت کی عدم مداخلت کے حوالے سے سید ابو الاعلیٰ مودودی (1903-1979ء) لکھتے ہیں:

"اسلام اس بات کو اصولاً پسند نہیں کرتا کہ حکومت خود صناع یا تاجر یا زمیندار بنے۔ اس کے نزدیک حکومت کا کام رہنمائی ہے، قیامِ عدل ہے، مفاسد کی روک تھام ہے اور اجتماعی فلاح کی خدمت ہے........ وہ صرف ایسی صنعتوں اور ایسے کاروبار کو حکومت کے انتظام میں چلانا جائز رکھتا ہے جو قومی

---

[25] ندوی، مجیب اللہ (1918-2006ء)، اسلام کے بین الاقوامی اصول و تصورات، لاہور، پاکستان: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ، 1990ء، ص 159۔

Nadvī, Mujēbullah(1918-2006AD) *Islam ky Bain-ul-Aqwami usūl o Taṣwurāt*, Lahore, Markz-e-Tahqīq Dyal Singh Trust,1990AD, P.159.

[26] سیوہاروی، محمد حفظ الرحمن، اسلام کا اقتصادی نظام، لاہور، پاکستان: ادارہ اسلامیات، 1984ء، ص 260۔

Siyuhārvī, Muhammad Hifz-ul-Raḥmān, *Islam ka Iqtsādī Nizām*, Lahore, Pakistan, Idara-e-Islāmiyāt,1984AD, P.260.

زندگی کے لیے ضروری تو ہوں، مگر یا تو افراد انہیں چلانے کے لیے خود تیار نہ ہوں، یا انفرادی ہاتھوں میں ان کا رہنا فی الواقع اجتماعی مفاد کے لیے نقصان دہ ہو۔"[27]

6۔ مفتی محمد تقی عثمانی حکومت کو تجارتی معاملات میں عدم مداخلت کی پالیسی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حکومت کو تاجروں کی تجارتی سرگرمیوں میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے، وہ جس طرح کام کر رہے ہیں ان کی معاشی سرگرمی میں رکاوٹ نہ ڈالنی چاہئے، نہ ان پر حکومت کی طرف سے زیادہ پابندیاں عائد کرنی چاہئیں......... حکومت کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ لوگوں سے کہے کہ فلاں کام کرو، فلاں کام نہ کرو، اور نہ یہ حق ہے کہ وہ یہ کہے کہ اس طرح تجارت کرو، اور اس طرح نہ کرو۔"[28]

7۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی (1950ء-2010ء) آزاد تجارت سے متعلق اسلامی مزاج کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رسول اللہ a نے احادیث میں یہ ہدایت فرمائی کہ بازار کے معاملات کو آزاد چھوڑ دینا چاہیے اور ان میں غیر فطری مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ غیر فطری مداخلت سے مراد وہ مداخلت ہے، جس میں قیمتوں کے اتار چڑھاؤ پر کوئی شخص مصنوعی طریقوں سے اثر انداز ہونے کی کوشش کرے۔ لہذا نہ کوئی شخص ذخیرہ اندوزی کرے اور نہ ہی پیداوار کرنے والوں کو بازار میں آکر فروخت کرنے سے روکے، نہ کسی کی سادگی اور ناواقفی سے فائدہ اٹھائے۔"[29]

---

27 مودودی، سید ابوالاعلیٰ (1903-1979ء)، اسلام اور جدید معاشی نظریات، لاہور، پاکستان: اسلامک پبلیکیشنز، 1995ء، ص137۔

Maudūdī, Syed Abul A'la,(1903-1979AD) *Islām aur Jadīd Mu'āshī Nazryāt*, Lahore, Pakistan, Islamic Publications,1995AD, P.137.

28 تقی عثمانی، مفتی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، کراچی، پاکستان: مکتبہ معارف القرآن، 2006ء، ص26۔

Taqī Usmāni, Mufti, *Islam aur Jadīd Ma'ēshat-o-Tijārt*, Karachi, Pakistan, Maktba Ma,ārif-ul-Qur'an,2006AD, P.26.

29 غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات معیشت و تجارت، لاہور، پاکستان: الفیصل ناشران، 2010ء، ص55۔

یہ بات درست ہے کہ اسلام کاروبارِ تجارت، معاملات اور لین دین میں حریت کا قائل ہے۔ جہاں کہیں اسلامی ریاست کو تجار کے معاملات میں دخل اندازی کی اجازت دی گئی ہے اس کا مقصد بھی خریداروں اور فروخت کاروں کے مصالح کا تحفظ کرنا، انہیں یقینی بنانا اور ان کے حصول میں مدد دینا ہوتا ہے۔ پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت اگرچہ اس سلسلہ میں متعدد قوانین کا جائزہ لے چکے ہیں مگر قوانین کی اسلامائزیشن میں بین الاقوامی معاہدات، اسلامی تعلیمات سے عدم آگہی اور انتظامیہ کی عدم استعداد وغیرہ ایسے امور ہیں جو اکثر رکاوٹ بنتے رہتے ہیں۔ ریاست ان تدابیر کو اس لیے اختیار کرتی ہے تاکہ کچھ بدباطن تاجر آزاد تجارت کے پس پردہ ملاوٹ، دھوکہ دہی، ذخیرہ اندوزی اور مصنوعی قلت پیدا کر کے گراں فروشی کے ذریعے صارفین کا معاشی استحصال نہ کریں۔

تجارت کو کب آزاد ہونا چاہیے اور کب نہیں، اس بارے میں سید عظیم لکھتے ہیں:

"جب کوئی معاشرہ ابتدائی زرعی حالت ہو تو وہاں پر تجارتی پابندیاں نہیں لگانی چاہیں کیونکہ دوسرے ملک خام مال استعمال کر کے بڑھاوادیتے ہیں۔ ایک خاص سطح پر جب صنعت زراعت کے مطابق ہو جائے تو پھر تجارتی پابندی لگا کر صنعت کو تحفظ دیا جانا چاہیے اور اس کی پرورش ایک قومی معیشت کے طور پر کرنی چاہیے۔ کیوں کہ جب تک کوئی قوم ترقی کر کے ترقی یافتہ قوم کے برابر نہ ہو جائے وہ معیشت کی آزادی سے نقصان اُٹھائے گی۔"[30]

'آزاد تجارت' اور حلال وحرام کا امتیاز

"آزاد تجارت" کا معصوم سا نام دے کر معاملات میں حلال وحرام کے فرق و امتیاز کو ختم نہیں کا جا سکتا۔ مغربی آزاد تجارتی کلچر کی اخلاقیات فقط نفع ہے۔ اسے حلال وحرام کی کوئی پرواہ نہیں۔ ملک و قوم

Ghāzi, Maḥmood Aḥmad, Dr, Muḥādhrāt e Ma'esht o Tijārt, Lahore, Pakistan, Al-Faiṣal Nashrān, 2010AD, P.55.

30 سید عظیم، تجارتی لوٹ مار کی تاریخ اور نام نہاد آزاد منڈی کی معیشت، لاہور، پاکستان: دار الشعور، 2006ء:ص366

Syed Aẓeem, *Tijartī Lūt Mār ki Tarīkh aur Nām Nihād Azād Mandi ki Ma'ishat*, Lahore, Pakistan, Dār-ul-Sh'aūr,2006AD, P.366.

کے اخلاقی وروحانی ارتقا اور انسانوں کی ہدایت سے اس کو کوئی سروکار نہیں۔ مغربی فکر میں تجارت کی آزادی سے مراد اخلاق وحیا سے بے نیاز ہر قسم کی آزادی ہے۔ مغرب میں تجارتی معاملات میں حلت و حرمت کا کچھ خیال نہیں رکھا جاتا۔ وہاں ریاست کو اجازت نہیں ہے کہ وہ لوگوں پر تجارتی حوالے سے کوئی پابندی لگائے کہ وہ فلاں چیز فروخت کریں اور فلاں نہ کریں، جبکہ اسلام میں ایسا نہیں ہے۔ اسلام کسی ایسی چیز کی خرید و فروخت کو تجارتی آزادی نہیں سمجھتا جو اصلاً حرام، مضر صحت یا غیر قانونی ہو۔ اسلام اگرچہ وسیع البنیاد تجارت کا حامی ہے اور تجارتی امور میں مداخلت کو ناپسند کرتا ہے مگر شرعی حوالے سے حرام و ممنوع چیزوں، ذخیرہ اندوزی اور سودی معاملات وغیرہ کی اجازت نہیں دیتا جب کہ مغرب کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

آزاد تجارت کی شفافیت کے لیے احتسابی اداروں کی اہمیت

عصر حاضر میں ہر وہ ملک جو اپنی مصنوعات کے معیار اور خالصیت کو برقرار رکھنے کے لیے نظام وضع نہیں کرتا، عالمی سطح پر آزاد تجارت میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ایک دفعہ عالمی بازار میں پٹ جانے کی صورت میں دوبارہ اپنی ساکھ بحال کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ لہذا آزاد تجارت کی شفافیت اور معیار کو برقرار رکھنے کے لیے غیر جانبدار احتسابی اداروں کا قیام بہت ضروری ہے۔ حضور نبی اکرم a بنفس نفیس بازار تشریف لے جاتے اور بدعنوانی، ملاوٹ اور دیگر جرائم کا سدِباب فرماتے: ایک دن جب آپ a نے مدینہ منورہ کے ایک بازار میں گئے تو وہاں ایک دوکان دار کو اَناج کے ڈھیر کے نچلے حصہ میں گیلا اناج بیچتے ہوئے دیکھا۔ آپ a نے اناج میں پانی کو ملاوٹ قرار دیا اور اسے خبر دار کرتے ہوئے فرمایا:

أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي [31]

’’آپ نے اس کو غلے کے اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے؟ جس نے ملاوٹ کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔‘‘

31 مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب من غش فلیس منا، ج1، ص99، رقم:102۔
Muslim, Al-Ṣaḥiḥ, Kitab-ul-Iman, Bab Mn Ghasha falaisa minnī, Vol.1, P.99.

حضرت عمر g نے منڈیوں اور بازاروں میں معیاری اشیاء کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے با قاعدہ ایک محتسب متعین کر رکھا تھا جو مال کے معیار کو بر قرار رکھنے کے لیے بازار کا گشت کرتا۔ امام ابن شہاب زہری(50-124ھ) حضرت عمر g کے نظام احتساب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أن عمر بن الخطاب استعمل عبد الله بن عتبة على السوق، قال العلماء هذا أصل ولاية الحسبة.[32] "حضرت عمرg نے بازار پر حضرت عبد اللہ بن عتبہ g کو متعین کر رکھا تھا۔ علما کہتے ہیں کہ (حضرت عمرg کا) یہ عمل نظام احتساب کی اصل ہے"

بعد کے ادوار میں مالی و تجارتی معاملات کی شفافیت کیلئے با قاعدہ طور پر عدلیہ اور حسبہ کا نظام وجود میں آیا، مگر جوں جوں اسلامی ممالک میں احتساب کے ادارے کمزور ہوئے وہ تجارتی تنزل کا شکار ہوتے چلے گئے، لہٰذا اسلامی ریاستوں پر لازم ہے کہ احتساب کے لئے شفاف، معیاری اور غیر جانبدار نظام قائم کریں تاکہ پورے گلوب پر جاری آزاد تجارت کی دوڑ میں مسلم دنیا کسی سے پیچھے نہ رہے۔

مسلم دنیا میں علاقائی تجارتی تنظیموں کی ناگزیریت

مسلم ممالک کے مابین علاقائی، غیر علاقائی اور دو طرفہ، تینوں سطحوں پر متعدد آزاد تجارت کے معاہدے(Free Trade Agreements–FTA) اور اقتصادی شراکت داری(Economic Partnership) پائی جاتی ہے۔ اس کے باوجود مسلم دنیا میں ابھی تک ایک بھی علاقائی اقتصادی بلاک ایسا نہیں جسے عالمی سطح پر کامیاب اور مؤثر بلاک قرار دیا جاسکے۔ اس بارے میں ڈاکٹر رفیق احمد لکھتے ہیں:

---

32 حسام الدین ہندی، علاؤالدین علی المتقی (۸۸۵ھ-م ۹۷۵ھ) کنز العمال، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸ء، ج5، ص325۔
Hisām-ul-Dīn Hindī, Ala-ul-Din Ali Al-Muttaqī(885-975AH) *Kanz al-Ummal*, Beirut,Lebanon, Dār al kotob al ilmiyah, Vol.5, P.325.

"عالمِ اسلام کم وپیش ان تمام شرائط پر پورا اترتا ہے جو کامیاب معاشی بلاک کے قیام میں مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔ لیکن ابھی تک کسی اسلامی علاقے میں صحیح معنوں میں کوئی علاقائی معاشی تنظیم قائم نہیں ہوسکی۔ آبادی اور رقبے کے لحاظ سے اسلامی دُنیا کا حجم بہت بڑا ہے"[33]

اس وقت دنیا میں علاقائی تجارت کا دور دورہ ہے۔ امریکہ، میکسکو اور کینیڈا کے درمیان قائم ہونے والے تجارتی بلاک USMCA، مغربی ممالک کی یورپی یونین(European Union)، جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کی ASEAN اور افریقی ممالک کے COMESA جیسے تجارتی بلاکوں سے عالمی تجارت کے رجحان کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ بدقسمتی سے مسلم دنیا کا اس طرح کا مضبوط تجارتی بلاک کوئی بھی نہیں ہے۔ مسلمانوں کی عالمی تنظیم اوآئی سی(OIC) نے بھی کبھی مسلم دنیا کے تجارتی واقتصادی مسائل کے حل میں سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ وقت کا تقاضا ہے کہ مسلم دنیا معاشی تنہائی سے نکل کر تجارتی اتحاد اور مشترکہ تجارتی منڈیوں کی بنیاد رکھے۔ عبدالشکور چوہدری اس کی اہمیت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"مسلم امہ کا معاشی تجارتی اتحاد بہت ضروری ہے۔ اگر امریکہ (USA) کی 50 ریاستیں اکٹھی ہوسکتی ہیں، مغربی اور مشرقی یورپ کے 25 ممالک (EURO) پر متفق ہوسکتے ہیں[34]، آسیان (ASEAN) بن سکتی ہے، امریکہ، کینیڈا اور میکسیکو کے درمیان ہونے والا تجارتی بلاک NAFTA بن سکتا ہے، 21 ممالک کا افریقی اتحاد COMESA بن سکتا ہے تو عالم اسلام کا مشترکہ تجارتی بلاک کیوں نہیں بن سکتا؟"[35]

---

33 رفیق احمد، ڈاکٹر، اسلامی ایشیا کا اقتصادی بلاک (فکر اقبال کی روشنی میں)، لاہور، پاکستان: شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، س ن: 47۔

Rafīque Ahmad, Dr, *Islami Asia ka Iqtiṣadi Block*(Fikr-e-Iqbal ki roshni m) Lahore, Pakistan, Department of Philosophy, Punjab University, P.47.

34 اب یورپی یونین کے 27 میں سے 19 ممالک یورو کرنسی استعمال کرتے ہیں۔

35 عبدالشکور چوہدری، عالم اسلام کا معاشی بحران اور اس کا حل (مقالہ پی ایچ ڈی)، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، 2007ء: 342۔

آزاد تجارت اور پاکستان کے لیے بہترین مواقع

وسیع البنیاد تجارتی تنظیم ایکو (ECO) میں وسطی ایشیائی ریاستوں کی شمولیت کے بعد اب پاکستان کے لیے بہترین مواقع ہیں۔ یہ ریاستیں چونکہ تیل، گیس، کوئلہ اور زرعی صلاحیت سے مالامال ہیں لہذا پاکستان، ایران اور ترکی تینوں کو ان کے قدرتی وسائل سے استفادہ کے وسیع مواقع حاصل ہیں۔ پاکستان نے ایکو ممالک کو سی پیک (CPEC) یعنی پاک چین معاشی راہداری (China–Pakistan Economic Corridor) اور گوادر کی بندر گاہ (Gwadar Port) کو تجارتی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی پیشکش کی ہے۔ راہداری سے خطے میں تجارتی مواقع بڑھیں گے۔ راولپنڈی چیمبر آف کامرس کے صدر ملک شاہد سلیم نے اس بارے میں کہا ہے:

"چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبہ (CPEC) پاکستان اور چین سمیت خطے کے ممالک کیلیے نفع بخش سرمایہ کاری کا نادر موقع ہے۔"[36]

مسلم دنیا اس بندر گاہ سے تجارتی اور سرمایہ کاری کے حوالے سے بہت فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ عبد الشکور چوہدری لکھتے ہیں:

"اسلامی ممالک گوادر کی بندر گاہ کو بہت بڑا تجارتی مرکز بنا سکتے ہیں اور منصوبے پر سرمایہ کاری کر سکتے ہیں۔"[37]

Abd-ul-Shakoor Ch, *Aalm-e-Islam ka Muāshī Buḥrān aur us ka Ḥal*,(PhD Thesis), National University of Modern Languages, Islamabad, Pakistan, 2007AD, P.342.

36 علاقائی تجارت کا فروغ

Retrieved Dec 08, 2019, 09:45pm from https://www.nawaiwaqt.com.pk

37 عبد الشکور چوہدری، عالم اسلام کا معاشی بحران اور اس کا حل، ص 429۔

Abd-ul-Shakoor Ch, *Aalm-e-Islam ka Muāshī Buḥrān aur us ka Ḥal*, P.429.

آزاد تجارت کے فوائد

آزاد تجارت اگر اپنی حقیقی سپرٹ کے مطابق سر انجام دی جائے تو اس کے متعدد فوائد ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1۔ فری ٹریڈنگ کلچر میں تاجروں کو آزادانہ کام کرنے کا موقع ملتا ہے نتیجتاً بازار میں ہر قسم کا مال وافر مقدار میں دستیاب ہوتا ہے۔

2۔ آزاد تجارتی علاقہ (free trade area) میں شامل ممالک چونکہ باہمی تجارت پر سے تمام محصولات ختم کر دیتے ہیں لہذا اس صورت میں تجارت کو بہت فروغ حاصل ہوتا ہے۔

3۔ آزاد تجارت کا سب سے مؤثر محرک ذاتی نفع کا لالچ ہے۔ اس سے تاجروں کو تحریک ملتی ہے کہ وہ پیداوار بڑھانے کے لیے مسلسل محنت کرتے رہیں۔

4۔ آزاد تجارت میں عقود و معاملات کی آزادی ہوتی ہے جو تاجروں اور سرمایہ کاروں کو یہ ترغیب دیتی ہے کہ وہ جس قدر چاہیں اپنی مصنوعات اور اشیاء کو بڑھائیں۔ اس طرح علاقے میں معاشی استحکام پیدا ہوتا ہے۔

5۔ فری اکانومی میں جب ایک ہی مال تیار کرنے والے اور اسے فروخت کرنے والے بہت سے تاجر اور خریدار ہوں گے تو خود ہی قیمتیں فطری اور معقول سطح پر رہیں گی۔

6۔ بڑے بڑے سرمایہ کار ایسے ممالک کا رخ کرتے ہیں جہاں فری ٹریڈنگ کلچر ہو۔ سرمائے کی آمد سے آپ ملک کے اندر بڑے بڑے منصوبوں شروع کر سکتے ہیں۔

7۔ آزاد تجارت سے اسلامی تہذیب کے فروغ میں بہت مدد ملی ہے۔ مشرق بعید، چین اور افریقہ کے کروڑوں مسلمان انہیں تاجروں کے توسط سے مسلمان ہوئے۔ آج کا مسلمان آزاد تجارت کے وسیع امکانات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تجارت اور دعوت دونوں کو یکجا کر کے مخلوق خدا کو اسلام کی آفاقی صداقتوں سے آشنا کر سکتا ہے۔

حکیم الامت علامہ محمد اقبال (1877-1938ء) اس وسیع البنیاد تجارت کے فوائد اور حکمتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”تجارتِ خارجی سے ہر ملک دیگر ممالک کی پیدا کردہ اشیاء سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ علاوہ اس کے اس طریق عمل سے محنت اور سرمائے کی کارکردگی بہت بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً انگلستان میں لوہا اور کوئلہ اس

کثرت سے پایا جاتا ہے کہ وہاں اس کی پیدائش کے لیے دیگر ممالک کی نسبت محنت اور سرمایہ کم صرف ہوتا ہے۔ لیکن اس ملک میں ایسی زمین بہت کم ہے جو قابل زراعت ہو۔ وہاں کا غلہ وہاں کے باشندوں کے لیے بھی کافی نہیں ہے اور اگر غلے کی پیداوار کو زیادہ کرنے کی کوشش کی جائے، تو بہت سی ناقص زمینیں کاشت کرنی پڑیں گی، جس سے غلے کی قیمت بہت گراں ہو جائے گی۔ دیگر ممالک مثلاً فرانس و ہندوستان وغیرہ میں غلہ بہ افراط پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے اگر انگلستان اپنی اشیاء کا مبادلہ اُن ممالک کے غلہ سے کرے تو سب کو فائدہ ہوگا۔"[38]

سرمایہ اور محنت کی آزادانہ ترسیل تجارت کو کس طرح متاثر کرتی ہیں، اس حوالے سے حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبال لکھتے ہیں:

"تم جانتے ہو کہ اگر کسی ملک کے مختلف حصص کے درمیان سرمایہ اور محنت بلا روک ٹوک حرکت نہ کر سکتے ہوں تو اس ملک میں تجارتی مقابلہ مفقود ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مقابلے کی موجودگی یا عدم موجودگی سے تجارتی اشیاء کی قدر میں تغیر آجاتا ہے۔ جس سے اگرچہ قانون طلب و رسد باطل نہیں ہو جاتا، تاہم متاثر ضرور ہوتا ہے۔"[39]

وسیع البنیاد اور آزاد تجارت کس طرح مضبوط سٹرکچر رکھنے والے ممالک کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرتی ہے، اس بارے میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری لکھتے ہیں:

"The economies characterised with liberal trade policies have tended to grow at a higher pace than is the case with countries having more closed economies."[40]

---

38 محمد اقبال، علامہ (1877-1938ء)، علم الاقتصاد، لاہور، پاکستان: سنگ میل پبلی کیشنز، 2004ء، ص 95۔
Muhammad Iqbal, Allama,(1877-1938AD), *Ilm-ul-Iqtiṣād*, Lahore, Pakistan, Sang-e-Meel Publications, 2004AD, P.95.

39 ایضاً، ص 93۔
Ibid, P.93.

40 Qadrī, Ḥussain Moḥyi-ud-Dīn, Dr, *Muslim Commonwealth* (ECO Member Countries and Potential for a Free Trade Area) .P.67

''وہ معیشتیں جو آزاد تجارتی پالیسیوں کی خصوصیت رکھتی ہیں، غیر آزاد معیشتوں سے کہیں زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کرتی ہیں''

مختصر یہ کہ ریاستی کنٹرول کی وجہ سے نہ صرف بازار سے اشیائے ضرورت غائب ہو جاتی ہیں بلکہ بہت زیادہ مہنگی بھی ہو جاتی ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ طلب و رسد کے فطری نظام کو مفلوج کر کے جن اشیاء پر حکومت کنٹرول کر لیتی ہے تاجر ان اشیاء کو بلیک مارکیٹ (black market) میں لے جاتے ہیں جو خفیہ طور پر مہنگے داموں فروخت ہونے لگتی ہیں۔ لہٰذا تجارتی آزادی سلب کرنے کا فائدہ کم جب کہ نقصان بہت زیادہ ہوتا ہے۔

خلاصہ مضمون

اس تحقیقی مضمون کا خلاصہ درج ذیل اہم نکات ہیں:

1۔ اسلام آزاد تجارت کا حامی ہے اور حکمرانوں کو اس میں مداخلت کر کے نرخ کو جبراً پست و بلند کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

2۔ آزاد تجارت سے مراد یہ ہے کہ عالمی منڈی میں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک آزادانہ طبع آزمائی کریں اور تجارت کے دروازے سب کے لیے کھلے ہوئے ہوں۔

3۔ بازار کی قوتوں میں بیرونی مداخلت یا غیر حقیقی مداخلت نہیں ہونی چاہیے، اس لیے بازار میں مال کی آمد و رفت اور اس کی آزادانہ خرید و فروخت بازار کی قوتوں کے اپنے آزادانہ عمل پر چھوڑ دینی چاہیے۔

4۔ ریاستی کنٹرول کی وجہ سے نہ صرف بازار سے اشیائے ضرورت غائب ہو جاتی ہیں بلکہ بہت زیادہ مہنگی بھی ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا تجارتی آزادی سلب کرنے کا فائدہ کم جب کہ نقصان زیادہ ہوتا ہے۔

5۔ فری ٹریڈ زون (Free Trade Zone) سے مراد آزادانہ تجارت کا ایسا خطہ یا بندرگاہ ہے جہاں محصولات کے بغیر اشیاء خریدی اور بیچی جاتی ہیں۔

6۔ تاجروں کو زیادہ سے زیادہ آزادی دینی چاہیے تاکہ وہ اپنی مالی اور فنی صلاحیتوں سے انفرادی اور اجتماعی ترقی کا باعث بنیں۔

7۔ فری ٹریڈنگ کلچر میں جب ایک ہی مال تیار کرنے والے اور اسے فروخت کرنے والے بہت سے تاجر اور خریدار ہوں گے تو خود ہی قیمتیں فطری اور معقول سطح پر رہیں گی۔